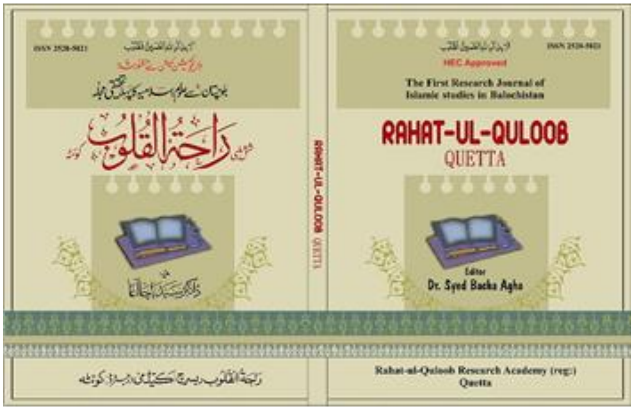

OPEN ACCESS

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

'احکام القرآن' اور 'الفصول فی الاصول' از امام ابو بکر جصّاصؒ کا اسلوب و منہج

Methodology of Imām Abu Bakar Jaṣṣāṣ's Ahkām-ul-Qur'ān and Al-Faṣūl-fil-Uṣūl

AUTHORS

1. Dr. Syed Muhammad Ismaeel, Associate Professor, Govt. Zamindar Post Graduate College, Gujrat, IRI International Postdoctoral fellow. Islamabad. Email: sm.ismaeel@gmail.com
2. Sajida Syed, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, City Campus Fawara Chowk, University of Gujrat.

How to Cite: Ismaeel, Dr. Syed Muhammad, and Sajida Syed. 2021. "URDU:'احکام القرآن' اور 'الفصول فی الاصول' از امام ابو بکر جصّاصؒ کا اسلوب و منہج: Methodology of Imām Abu Bakar Jaṣṣāṣ's Ahkām-Ul-Qur'ān and Al-Faṣūl-Fil-Uṣūl". *Rahatulquloob* 5 (2), 29-46. https://doi.org/10.51411/rahat.5.2.2021/184.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/184

Vol. 5, No.2 || July–Dec 2021 || URDU-Page. 29-46

Published online: 05-07-2021

QR. Code

'احکام القرآن' اور 'الفصول فی الاصول' از امام ابو بکر جصّاصؒ کا اسلوب و منہج

Methodology of Imām Abu Bakar Jaṣṣāṣ's Ahkām-ul-Qur'ān and Al-Faṣūl-fil-Uṣūl

[1] سید محمد اسماعیل، [2] ساجدہ سید

ABSTRACT

Books of Imām Abu Bakr Ahmad Bin Ali Al-Rāzi Al-Jaṣṣāṣ Hanafi (RA) (305-370 A.H) especially his juritic encyclopedic Tafsīr "Aḥkām-ul-Qur'ān" and its preface "Al-faṣūl-fil-Uṣūl" are included among the last compilations written after his accession to Hanafī throne. These books are an extract of his lifelong experiences and many important reference sources. On the whole, besides the commands and problems of Fiqh with its principles of jurisprudence, Ahkām-ul-Qur'ān and Al-Faṣūl-fil-Uṣūl encompass multiple sciences and artistic values like sciences of Hadith, dictionary, grammar, notation, poetry, eloquence, logic, philosophy, history, discussion or contest and criticism, etc. These sciences are collectively required for juristic deduction from the Qur'ānic and Ahādīth texts. However, this has transformed Tafsīr book into an encyclopedia of different sciences. This aspect reflects the methodology of many precedent scholars, prevalent in the comprehensive writings of that time.

Key Words: Abu Bakr Al-Jaṣṣāṣ, Aḥkām-ul-Qur'ān, Al-faṣūl-fil-Uṣūl, Islamic Jurisprudence.

امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصّاصؒ (305—370ھ) چوتھی صدی ہجری کے ممتاز حنفی مفسّر اور فقہائے اصولیین میں سے تھے۔ یہ صدی جہاں پورے عالم اسلام کے اندر عظیم سیاسی و گروہی اضطرابات کی صدی تھی، وہاں یہ علمی و ثقافتی بیداری اور عروج کی بھی صدی تھی۔ جس میں امام جصّاصؒ جیسے اکابرین کی موسوعی طرز پر تالیفات سامنے آئیں جو بعد میں ہر دور کے لیے اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ وقت کے جیّد امام اور اُن نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے تھے، جن میں بیک وقت علماء اور مجاہدین کی صفات موجود تھیں۔ فانی دنیا کی آرائش وزیبائش سے کنارہ کش، اطاعت وزہد کی طرف متوجّہ اور ایسے شجاع کہ اللہ کے سوا آپ کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں تھا۔ جب کبھی مناظرہ کی کسی مجلس میں داخل ہوتے تھے تو آپ کے نفس کی قوّت اور حسنِ کلام کے سبب سے مخالفین کو بات تک کرنے کی جرأت تک نہ رہتی تھی۔ رعب و دبدبہ اتنا زیادہ تھا کہ خلیفۂ وقت کے سفیر بھی بلاواسطہ ملاقات کرنے سے کتراتے تھے اور انہیں آپ سے ملاقات کرنے کے لیے کسی نہ کسی کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ آپ کو دو دفعہ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے کی پیش کش ہوئی مگر ہر بار اس سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے منع فرمادیتے۔ یہی علمی رسوخ اور اعلیٰ اخلاق تھے کہ شریعت و طریقت کے پیاسے صحبت سے فیض یاب ہونے کے لیے، مشرق و مغرب سے آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ امام جصّاصؒ علوم کی تحصیل میں بڑے بلند ہمّت تھے۔ اس مقصد کے لیے بڑے طویل سفر کیے۔ اپنے دور کے بڑے علمی مراکز تک نقل مکانی کی اور اکابرین علماء کی شاگردی اختیار کی۔ علوم عربیہ کا حصول اس فن کے آئمہ ابو

علی الفارسیؒ، ابو عمر غلام ثعلبؒ وغیرہ سے کیا، فقہ واصول کی تعلیم شیخ فقیہ ابو سہل الزجاجیؒ اور امام ابو الحسن الکرخیؒ سے نہ صرف اخذ کی بلکہ ایک طویل مدّت امام کرخیؒ کی صحبت میں گزاری اور فقہ حنفی میں مہارت پیدا کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تالٔفات میں ان کا ذکر کثرت سے پایا جاتا رہے۔ جہاں تک حدیث اور اس کے علوم کا تعلق ہے تو انہیں اکابرین حفّاظِ حدیث مثلاً امام حاکم نیشاپوریؒ، حافظ عبد الباقی بن قانعؒ محدّث اسلام حافظ ابو قاسم طبرانیؒ اور حافظ حسین بن علی نیشاپوریؒ وغیرہ سے حاصل کیے۔ آپ کے تمام شیوخِ حدیث بڑے شرف والے ہیں، سوائے ابراہیم حرّانی کے جنہیں علمائے جرح وتعدیل نے ضعیف شمار کیا ہے لیکن اِن سے امام جصّاصؒ نے صرف ایک موقع پر روایت نقل کی ہے۔

امام ابو بکر رازی جصّاصؒ علمائے امت بالخصوص احناف میں بڑے ممتاز علمی مقام کے حامل ہیں۔ جس کی دلیل آپ کے حق میں علماء و مؤرخین کے القابات اور علمی اوصاف پر مبنی وہ متعدد اقوال ہیں جن کا اطلاق صرف اکابرین علماء ہی پر ہوتا ہے۔ آپ کی تالٔیفات اور دیگر کتبِ تراجم وسیَر کا جامع مطالعہ اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ آپ عقیدۂ اہل سنّت والجماعت اہل الرأئے احناف کے امام ہیں۔ امام ابو الحسن کرخیؒ کے بعد مسند حنفی پر اس طرح سرفراز ہوئے کہ احناف کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور ایک رائے کے مطابق آپ کو مجتہد فی المسائل کے طبقہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن دلائل کی بنیاد پر آپ کو مجتہد فی المذہب یا اس کے انتہائی قریب طبقہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ شمس الائمہ سرخسیؒ اور امام بزدویؒ وغیرہ فقہاء، جنہیں مجتہدین فی المسائل کے طبقہ میں شمار کیا گیا ہے، نے اپنی کتبِ اصول میں اکثر امام جصّاصؒ کی آراء و اقوال کو بنیاد بنا کر اصولی تشریحات نقل کی ہیں۔ پھر پانچویں سے آٹھویں صدی ہجری تک جس دوران "الفصول فی الاصول" کے نسخے مفقود رہے، امام جصّاصؒ کی اصولی روایات اکثر انہی کے واسطے سے نقل ہوئیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اصول احناف کی تفہیم میں اِن ائمہ کا انحصار امام جصّاصؒ کے مدوّن کردہ اصولوں پر رہا ہے۔ اس طرح یہ اکابر اصولیین امام جصّاصؒ کے سامنے بمنزلہ شاگردوں کے ہیں۔ لہٰذا امام جصّاصؒ اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان ائمہ سے بڑھ کر آپ مجتہدین فی المذہب کے طبقہ میں شمار کیے جائیں۔

احکام القرآن

قرآن حکیم کی وہ آیات جن سے کوئی شرعی حکم ثابت ہو یا جن سے براہ راست فقہی احکام کا استنباط ہوتا ہے، آیات احکام کہلاتی ہیں۔ مفسرین نے "احکام القرآن" کے عنوان سے ان آیات احکام کی مستقل تفاسیر لکھیں ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی تالٔیف امام مجتہد محمد بن ادریس الشافعیؒ (م204ھ) کی ہے، پھر شیخ ابو الحسن علی بن حجر السعدیؒ (م244ھ) نے لکھی پھر امام ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق الأزدی البصریؒ (م282ھ) نے لکھی، پھر شیخ ابو الحسن بن موسیٰ بن یزداد القمی حنفیؒ (م305ھ) نے لکھی، پھر شیخ ابو جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ حنفی (م321ھ) نے لکھی، پھر شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ قرطبی نحوی (م340ھ) نے لکھی، پھر شیخ منذر بن سعید البلوطی قرطبیؒ (م355ھ) نے لکھی صاحبِ کشف الظنون نے ان کا تذکرہ احکام القرآن کے مؤلفین کی فہرست کے آخر میں کیا ہے، پھر شیخ امام ابو بکر احمد بن علی جصّاصؒ حنفی (م370ھ) نے لکھی[1] اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ احکامی تفاسیر کی فہرست طویل ہے البتہ معتبر فقہی تفاسیر میں احکام القرآن از جصّاصؒ کو نمایاں مقام حاصل ہے جسے مذکورہ بالا ترتیب میں اس موضوع پر حنفی مذہب کی تیسری تالٔیف تسلیم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر سعید اللہ قاضی نے اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

تین اجزاء پر مشتمل آپ کی کتاب احکام القرآن نہ صرف علم تفسیر کے حوالہ سے بلکہ علم اصول فقہ کے اعتبار سے بھی ایک اہم کاوش ہے۔ اس کتاب میں آپ نے ہر فقہی مسئلہ کو کسی قسم کا ابہام چھوڑے بغیر مکمل وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مختلف مسائل پر بحث کے لیے مناقشانہ طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ اپنی رائے دلیل سے ثابت کی ہے اور مخالف آراء کی بھی دلائل سے تردید کی ہے۔ اس کتاب کی ایک مفید بات یہ ہے کہ اس میں صرف صحابہؓ، تابعینؒ اور دیگر آئمہ کی آراء کو جمع نہیں کیا بلکہ اس میں امام اوزاعیؒ، امام ثوریؒ، عثمان البتیؒ ابن ابی لیلیٰؒ اور ابن شبرمہؒ وغیرہ کی آراء بھی درج کی ہیں۔ جیسا کہ ان افراد کی آراء الگ سے مستقل کتاب کی شکل میں ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ اس کے لیے ہم ان کی کتاب احکام القرآن کی طرف رجوع کر سکتے ہیں جس کے متفرق مسائل میں ان کی آراء پائی جاتی ہیں۔[2]

وقت تالیف

امام جصّاصؒ کی تمام شروح و مختصرات میں احکام القرآن کو سب سے نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس کتاب کے حسن نظم، کلام کی وضاحت کے لیے ضمنی طور پر شیوخ کے کلام کی شمولیت، کتاب کے شروع میں الفصول فی الأصول کو اس کا مقدمہ قرار دینا اور اس میں بہت سی جگہوں پر اپنی سابقہ شروح و مختصرات کی جانب کیے جانے والے اشارات کی بنیاد پر ترجیحاً کہا جا سکتا ہے کہ یہ ان کی آخری تالیف ہے، جسے آپ نے اپنے شیخ امام کرخیؒ کی وفات کے بعد بغداد میں مسند حنفی پر متمکن ہو کر تالیف کیا تھا۔ یہ آپ کی حیات علمیہ کی تکمیل کا وہ زمانہ تھا جس میں تمام اسفار علمیہ اور تجربات فقہیہ کا نچوڑ شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اس کے مدّاح ہیں اور مشکل مسائل کے حل کے لیے اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جو کوئی بھی شرعی مسائل کے حوالے سے کچھ مرتب کرتا ہے تو جب تک اس کتاب کی طرف رجوع نہیں کر لیتا مطمئن نہیں ہوتا۔ اس کتاب کی قدر و منزلت کے پیش نظر ماضی میں اس کی کتابت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا رہا جیسا کہ اس کا ایک نسخہ السلیمانیہ استنبول میں موجود ہے جسے سونے کے پانی کے ساتھ بڑے عمدہ اور اعلیٰ خطوط میں لکھا گیا۔[3] کتابت میں ایسا رفیع ذوق اس کتاب کی طرف حسن اعتناء اور شدت رغبت کی دلیل ہے۔ یہ کتاب متعدد دفعہ طبع ہو چکی ہے۔ اس کا ایک تحقیقی اور تصحیح شدہ ایڈیشن مطبعۃ البھیہ المصریہ نے 1347ھ میں شائع کیا، ہم نے یہاں اس مقالہ میں اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔

اسلوب و منہج

تفسیر احکام القرآن کا طریقۂ تالیف تحقیقی، روایتی اور مجتہدانہ شان کا حامل ہے۔ امام جصّاصؒ آیت ذکر کرنے کے بعد اس سے متعلقہ احکام و مسائل بیان کرتے ہیں، قول باری تعالیٰ کے ضمنی احکام کا بیان فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق کرتے ہیں۔ ہر باب کا ایک عنوان مقرر کرتے ہیں اور اس میں عنوان سے متعلق احکام و مسائل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ عنوان باب فی قرأۃ فاتحۃ الکتاب فی الصلوٰۃ یعنی نماز میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کا باب سے ظاہر ہے۔ احکام میں رائے بیان کرتے ہوئے اپنے شیوخ سے کثیر روایات نقل کرتے ہیں اور ہر سورۃ سے بالترتیب صرف وہی آیات نکال کر پیش کرتے ہیں جن سے کوئی حکم متعلق ہو۔ پھر ان کی شرح میں علماء کے اقوال اور ان کے مابین اختلاف کو واضح کرتے ہوئے اپنی ترجیحی رائے دلائل سے بیان کرتے ہیں۔ گو اصول فقہ (الفصول فی الاصول) کی مباحث "احکام القرآن" کا مقدمہ ہیں اس کے باوجود امام جصاصؒ آیات احکام کے ذیل میں بہت سے اصولی مقامات پر اپنے سابقہ ترجیحی مؤقف کی تطبیق میں سیر حاصل کلام کرتے ہیں۔ مثلاً سنّت سے

قرآن کے نسخ اور وجوہ (اقسام) نسخ کا بیان[4]، اسی طرح ایک باب صحت اجماع کی بحث میں باندھا ہے جس میں آنحضور ﷺ کے بعد نسخ کا وجود محال ہونے اور اجماع کی صحت پر مدلل بحث کی ہے،[5] نہی کا مقتضیٰ فساد ہونے کی بحث،[6] بحث کہ لفظ کے ساتھ کسی شئے کے حکم کی تخصیص اس کے علاوہ کی نفی پر دلالت نہیں کرتی،[7] واجب کا ندب پر عطف کے جواز پر ایک فصل،[8] اور ایک بحث یہ کہ جب کلام کا استخراج کسی سبب کی وجہ سے ہو تو فقہاء کے نزدیک اس کے کوئی معنی نہیں،[9] قیاس پر مبنی قول کے وجوب پر الآیۃ ولو ردوہ الی الرسول و الیٰ أولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم[10] کی دلالت پر بحث،[11] یہ بحث کہ رسول اللہ ﷺ کا فعل قرآن کے احکام سے مجمل کو بیان کرتا ہے،[12] بحث کہ مجمل کے ساتھ واجب کرنا صحیح نہیں،[13] بحث کہ حکم لفظ کے عموم کے لیے ہے مگر اس پر انحصار کرنے کے لیے دلالت سبب پر ہو،[14] بحث کہ قرآن کے حکم پر اخبار احاد سے اعتراض جائز نہیں،[15] اجماع کی حجت[16] اور قیاسی قول کے صحیح ہونے کی بحث[17] وغیرہ یہ اور اسی طرح کی اصولی ابحاث کہ جن پر امام جصّاصؒ نے جہاں اپنی کتاب اصول فقہ (الفصول فی الاصول) میں تفصیل کے ساتھ کلام کیا تو ساتھ ہی احکام القرآن میں ان کی تطبیق پیش کر دی ہے۔ اس طرح یہ ایک ایسی کتاب بن گئی ہے کہ جس کے نہ صرف اصولی مسائل کامل اور درست ہیں بلکہ ان کے قضایا بھی بصحت تحریر شدہ ہیں۔ یہی خصوصیت امام شافعیؒ کی کتاب الاُم میں بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ الرسالہ بھی کتاب الأم کا مقدمہ ہے۔

ناقدین کے ہاں امام جصّاصؒ کے طرز تحریر میں جو ایک قابل اعتراض پہلو پایا جاتا ہے، وہ بعض مواقع پر بحث میں زبان کی تیزی اور خصومت کا ہے، بالخصوص الفصول باب البیان میں، امام شافعیؒ کے ساتھ مناظرانہ بحث میں امام جصّاصؒ کے طرز تکلم پر کڑی تنقید کی ہے۔ جیسا کہ "احکام القرآن" میں سورۃ النساء کی آیت والمحصنات من النساء[18] کے حوالے سے زانی کا مزنیہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کے حکم میں احناف اور شوافع کے مابین اختلاف واضح کیا ہے۔ پھر اس مسئلہ میں امام شافعیؒ اور کسی سائل کے مابین ہونے والا ایک طویل مناظرہ نقل کیا ہے، جس میں امام شافعیؒ کی آراء پر بحث کرتے ہوئے انتہائی تیز اور ترش عبارتوں کے تیر برسائے ہیں جیسا کہ امام جصّاصؒ کا یہ قول:

فقد بان ان ما قاله الشافعی و ما سلمه له السائل کلام فارغ لا معنی تحته فی حکم ما سئل عنه.[19]

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ امام شافعیؒ نے جو کچھ کہا اور سائل نے جو کچھ تسلیم کیا وہ سوال کے جواب کے لحاظ سے ایک بے معنی کلام ہے۔ مزید لکھتے ہیں:

ما ظننت أن أحداً ممن ینتدب لمناظرة خصم یبلغ به الافلاس من الحجاج أن یلجأ الی مثل هذا مع سخافة عقل السائل و غباوته.[20]

میں نہیں سمجھتا کہ جس شخص کو کسی سے مناظرہ کرنے کے فن سے ذرا بھی مناسبت ہو وہ دلائل سے تہی دامن ہونے کی بنا پر اپنے مدّمقابل کی کم عقلی، جہالت اور ناسمجھی کے باوجود ایسی غیر معیاری بات بھی کہہ سکتا ہے۔

بعد ازاں مذکورہ مناظرہ میں امام شافعیؒ کے ایک جواب پر یوں نقد کیا ہے: ولو کلم بذلك المبتدؤن من أحداث أصحابنا لما خفی علیهم عوار هذا الحجاج وضعف السائل والمسئول فیه...[21] اگر ہمارے نوجوان اور مبتدی سطح کے رفقاء اس

بحث میں حصہ لیتے تو ان پر بھی مذکورہ بالا مناظرے میں پیش کیے گئے دلائل کا کھوکھلا پن اور سائل و مسئول کی سطحیت اور کمزوری واضح ہو جاتی۔

یہ اور اس طرح کی عبارات کا صدور بعد میں پڑھنے والوں کے لیے ان ائمہ کے حق میں باعث تعجب و اضطرار ہے۔ تاہم امام الکیا الھراسی شافعیؒ[22] نے امام شافعیؒ کی تائید میں کلام جصاصؒ کی تردید اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر کی ہے، جیسا کہ قول باری تعالیٰ حرمت علیکم امھاتکم[23] کی تفسیر میں مذکورہ سابق مسئلہ کے تحت کلام جصاصؒ جو کہ امام شافعیؒ کے رد میں ہے کو غلط قرار دیتے ہوئے امام جصّاصؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

انہوں نے امام شافعیؒ کے کلام کا مطلب ہی نہیں سمجھا، اور نہ ہی دو موقعوں کے مابین فرق کیا ہے ، ہر موقع کی اپنی ایک بات ہوتی ہے، اور یہ شخص ان رجال میں نہیں جو کتاب اللہ کے معانی کو سمجھتے ہیں... امام شافعیؒ نے تو اس مسئلہ میں اپنے اور سائل کے مابین مناظرہ صرف طلب حق کی خاطر ذکر کیا جبکہ رازی نے اسے ان کی طرف سے بڑی عجیب چیز کے طور پر ذکر کیا، اور اس میں کلام شافعیؒ کے ضعف پر تنبیہ کی، تو اس سے بڑھ کر رازی کی جہالت، سیاق مناظرہ اور اس پر اعتراضات کے معانی میں قلت معرفت پر اور کوئی دلیل نہیں... یہ جاہل کلام شافعیؒ کے معنی سے بالکل ناواقف ہے، جیسا کہ ان پر اعتراض کر کے لوگوں کو متعجب کیا... اور وہ (رازی) کس طرح ان (امام شافعیؒ) کے مبلغ علم اور مقدار فہم کے سامنے دینی معاملات میں لکھنے کے درپے ہو سکتے ہیں؟ کلام کی ترسیل بغیر تحقیق کے کرتے ہیں، پھر اس پر ایسے طعن کے ساتھ معترض ہیں کہ جن کے متعلق اگر انہیں عمر نوح بھی مل جائے تو یہ ان حقائق کی مبادیات تک نہ پہنچ سکیں، ہم تو اللہ تعالیٰ سے توفیق کے سوالی ہیں، اس کے ساتھ بصیرت کے اندھے پن اور اتباع نفس سے پناہ مانگتے ہیں۔[24]

الکیاھراسی کے نقد کی شدّت بدرجہ زیادہ ہے، گو کہ امام جصاصؒ نے احناف کے مؤقف کی تائید بڑھ چڑھ کر کی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ کا کلام مضبوط تحقیقی دلائل سے بھی لبریز ہے۔

خصوصیات

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "احکام القرآن" ان تفاسیر میں شامل ہے جو فقہ حنفی میں اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ فقہی احکام پر ایسی شاندار تفسیر نہیں ملتی۔ اس تفسیر کے بعد احناف میں جتنی بھی فقہی تفاسیر لکھی گئیں ان میں اس تفسیر کا اثر بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ مثلا احکام القرآن از مولانا ظفر احمد عثمانی، تفہیم القرآن از مولانا مودودی اور معارف القرآن مفتی محمد شفیع وغیرہ۔ فقہ کے علاوہ اس تفسیر میں دیگر علوم جیسے، علم اصول فقہ، لغت، اشتقاق، علوم القرآن والحدیث اور علم الکلام وغیرہ کو بطور ماٰخذ دیکھا جا سکتا ہے۔ المبسوط للسرخسیؒ ہو، احمد بن محمد البغدادیؒ کی "مختصر القدوری" یا علامہ المرغینانیؒ کی "الھدایۃ" وغیرہ سب کا اہم ماٰخذ یہی تفسیر نظر آتی ہے۔[25] یہ تفسیر بے شمار خصوصیات کی حامل ہے جنہیں درج ذیل نکات میں قلمبند کیا گیا ہے:

- یہ تفسیر اسم با مسمی ہے، ابواب فقہی ترتیب کے مطابق اور تمام سورتوں میں سے صرف آیات احکام کی تفسیر کی گئی ہے۔

- مسائل کی مناسبت سے مختلف عنوانات کے تحت ابواب قائم کیے ہیں، ہر باب کے اندر کئی ذیلی عنوانات بھی بیان کئے ہیں۔[26]
- "احکام القرآن" تفسیر بالماثور کا بہترین نمونہ ہے۔ جیسا کہ امام جصّاصؒ آیت کی تفسیر کے لیے سب سے پہلے کسی آیات کریمہ یا احادیث نبویہ ﷺ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال اور پھر آئمہ احناف کے اقوال درج کرتے ہیں جس میں آئمہ اربعہ کے مابین اختلافی مسائل کو ان کے دلائل کے ساتھ بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔[27]
- اختلافی مسائل میں آپ کا عمومی رجحان امام ابو حنیفہؒ کے مؤقف کو مبنی بر حق قرار دینے کا ہے، جس کی صحت کے ثبوت میں آپؒ دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں اور مخالفینِ احناف کے دلائل کا تفصیلی رد کرتے ہیں۔
- مخالفین کا رد کرتے ہوئے بعض اوقات بڑا شدید رویہ بھی اختیار کرتے ہیں، بالخصوص امام شافعیؒ کی مخالفت میں بڑے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں مثلاً ایک مقام پر امام شافعیؒ کے دلائل کا رد کرنے کے بعد لکھتے ہیں "اس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ امام شافعیؒ نے جو کچھ کہا ہے بے معنی ہے اور سائل کے سوال کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص کسی مخالف سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے وہ اس قدر لا جواب بھی ہو سکتا ہے، جس طرح امام شافعیؒ ہوئے ہیں جبکہ مخالف احمق اور کم عقل بھی ہو"۔[28] اسی طرح وضو میں ترتیب کے مسئلہ میں امام شافعیؒ کے مؤقف پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "امام شافعیؒ کا قول ہے کہ چہرہ دھونے سے پہلے بازو دھولینا یا بازوؤں سے پہلے پاؤں دھولینا جائز نہیں ہے۔ اس قول کی بنا پر امام شافعیؒ، اجماع سلف اور اجماع فقہاء سے کٹ کر رہ گئے ہیں"۔[29]
- مخالفین کی بیان کردہ روایات کی اسنادی حیثیت کو بھی اصولی معیارات کے مطابق زیر بحث لاتے ہیں۔
- تفسیر میں بعض مقامات پر عربی لغت کے حوالے سے الفاظ کے معانی پر بطور استشہاد اشعار بھی پیش کئے ہیں، جنہیں تفسیر میں متعدد مقامات پر دیکھا جا سکتا ہے[30]۔
- یہ تفسیر آغاز تا اختتام یکساں اسلوب اور طرز تحریر کی حامل ہے کہ قاری کا تسلسل دوران مطالعہ برقرار رہتا ہے۔
- امام جصّاصؒ کے اساتذہ میں سے جن کی روایات زیادہ تر نقل کی ہیں ان میں امام ابو الحسن الکرخیؒ، ابو سہیل الزجاجیؒ اور محدث عبد الباقی بن قانعؒ سر فہرست ہیں جبکہ بقول خطیب بغدادیؒ آپ نے حدیث میں سب سے زیادہ اعتماد محدث عبد الباقی بن قانعؒ پر کیا ہے۔[31]
- امام ابو بکر جصّاصؒ بعض مسائل میں آیات سے استنباط میں انفرادی مؤقف بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ (ثم اتموا الصیام الی اللیل[32]) سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جو شخص نفلی روزہ رکھ لے تو اس کے لئے اسے پورا کرنا واجب ہے۔[33] جبکہ کسی اور مفسر سے اس آیت کا یہ استنباط نہیں ملتا۔ اسی طرح آیت کریمہ (و بشر الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر[34]) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "جس شخص نے اپنے غلاموں سے کہا کہ جو مجھے فلاں عورت کے بچّہ جننے کی خوشخبری دے گا میں اسے آزاد کر دوں گا چنانچہ یکے بعد دیگرے بہت سے غلاموں نے اس کو ایسی شہادت سنائی تو پہلا غلام آزاد ہو گا دوسرے نہیں"۔[35]

اس استنباط کے بیان میں بھی آپ ابتدائی حیثیت میں منفرد ہیں۔

- اس تالیف کو سب سے زیادہ شرف قبولیت حاصل ہوئی، یہی وجہ ہے کہ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

الفصول فی الاصول

امام شافعیؒ کی "الرسالہ" کے بعد اصول فقہ کی قدیم ترین، مکمل اور مفصل کتاب جو ہم تک پہنچی ہے، وہ "الفصول فی الاصول" از جصّاص ہے۔ یہ کتاب دار الکتب المصریہ قاہرہ میں مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی، جس سے استفادہ مشکل تھا۔ پشاور یونیورسٹی شعبہ علوم اسلامیہ کے استاد ڈاکٹر سعید اللہ قاضی نے سب سے پہلے صرف اجتہاد و قیاس کے ابواب پر مشتمل حصہ کی تحقیق فرمائی۔ جسے مکتبہ علمیہ لاہور نے نومبر ۱۹۸۱ء میں انہی کے عربی اور انگریزی زبان میں لکھے ہوئے فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ طبع کیا، ڈاکٹر سعید اللہ قاضی کے بقول: "ہمارے ہاتھوں میں "الفصول فی الاصول" کا جو مخطوطہ ہے، یہ در حقیقت احناف کی اصول فقہ پر پہلی کتاب ہے جسے ابو بکر جصّاصؒ نے تالیف کیا، اسی لیے خراج تحسین کے لائق ہے۔ لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ کاوش ابھی تک اہمیت ملنے کی منتظر ہے، اور اس کا مخطوطہ ابھی تک دار الکتب المصریہ قاہرہ میں لوگوں کی نظروں سے اوجھل پڑا ہے، جو دن کی روشنی میں آنے کا منتظر ہے"[36]۔ پھر لکھتے ہیں:

الفصول فی الاصول المعروف بأصول الجصاص فی الحقیقة هو العمل المنظم الاول فی جمع الاصول الفقهیة فی صورة کتابیة ، الذی یعتبر من اهم أعمال المدرسة الحنفیة الفقهیة کما یعتبر مقدمة جامعة لکتابه أحکام القرآن.[37]

"الفصول فی الاصول" معروف بہ اصولِ جصّاص در حقیقت اصولِ فقہ کو کتابی صورت میں جمع کرنے کا پہلا منظم کام ہے، جو حنفی مدرسۂ فقہ کے اہم کارناموں میں شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کو آپ کی تفسیر "احکام القرآن" کے بطور جامع مقدمہ جانا جاتا ہے۔

اس کے بعد کویت یونیورسٹی کے سابق ڈین ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی نے اس مخفی خزانہ کو اپنی کوششوں سے تحقیق کے بعد قابل اشاعت بنایا اور اس پر فاضلانہ مقدمہ، صاحبِ کتاب کا تفصیلی تعارف اور تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے۔ وزارة الاوقاف و الشؤن الاسلامیہ کویت نے 1985ء میں اسے چار جلدوں میں طبع کیا۔ اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی لکھتے ہیں: "کتاب اصول الفقہ (الفصول) از جصّاصؒ اصولِ فقہ کی اولین کتابوں میں سے ہونے کی وجہ سے عظیم علمی وراثتی خزانے کا حصہ شمار کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس کے مؤلف متوفی 370ھ چوتھی صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں، بلکہ یہ احناف کی اصول فقہ کی پہلی کتاب ہے جو مکمل مربوط شکل میں ہم تک پہنچی، اصول کی قدیم کتابوں میں اس کتاب نے بہت بلند مقام حاصل کیا، جیسا کہ اصول کی کتابوں میں کوئی بھی اس کی نقل سے خالی نہیں خصوصاً احناف کی کتب تو اس کے تذکرہ سے بھری ہوئی ہیں، بعد میں آنے والے علماء نے اس پر بہت اعتماد کیا ہے"۔[38]

اس کتاب کی اوّلیت سے متعلق وضاحت کرتے ہوئے استاد مکرم ڈاکٹر حافظ عبد اللہ یوں رقمطراز ہیں: "اوّلیت سے مراد اگر یہ ہے کہ ہم تک محفوظ صورت میں پہنچنے والی کتبِ احناف میں اوّلیت اس کو حاصل ہے تو یہ درست ہے، نہ یہ کہ سب سے پہلے حنفی اصولِ فقہ میں علامہ جصّاصؒ نے کتاب تألیف فرمائی۔۔۔ اوّلیت کا شرف امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کو حاصل ہے۔"[39]

ڈاکٹر عبد الوہاب ابرہیم ابو سلیمان نے منفرد خصوصیات کی حامل اپنی کتاب "الفکر الأصولی" میں "الفصول" کی طباعت سے قبل اس کے مخطوطہ پر مفصّل بحث کی ہے اور اس کی اہمیت کو یوں واضح کیا ہے: اصولِ جصّاص ان پہلی اصولی مؤلفات میں شامل ہے جنہوں نے اس علم کی بنیاد رکھی، گہری علمی بنیادوں پر اس کے مفاہیم و قوانین کی حد بندی کی اور خصوصاً اصولِ فقہ حنفی کو ایک جدید مفہوم دیا، تدوین کی ان

خصوصیات کو ہم اصول کرخی میں نہیں پاتے، اس کتاب میں حنفی اصولِ فقہ علمی، منہجی اور ابواب بندی کے اعتبار سے مکمل طور پر پائے جاتے ہیں، جیسا کہ متکلمین کا خاصہ ہے، پڑھنے والے اور بحث کرنے والے کے سامنے معلومات اتنے متوافر انداز میں آتی ہیں کہ اسے اس قول کو ماننے میں کوئی تردد نہیں رہتا کہ یہ احناف کے اصول کی پہلی مکمل کتاب ہے۔[40]

اس کتاب کی اہمیت اس لیے بھی بہت زیادہ ہے کہ امام جصّاصؒ نے اسے اپنی کتاب "احکام القرآن" کا علمی مقدمہ اور استنباط احکام کے لیے اصولی مدخل بنایا ہے۔ یعنی "الفصول" میں جو اصولی قواعد و قوانین بیان کئے گئے ہیں، "احکام القرآن" میں ان کی روشنی میں آیات احکام کی تفسیر اور مسائل کا استخراج کیا ہے۔ امام جصّاصؒ نے "احکام القرآن" کی تمہید میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس تمہیدی عبارت میں ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ تفسیر قرآن خصوصاً قرآن کریم سے احکام کے استنباط کے لیے اصول فقہ کی حیثیت مقدمہ کی ہے، لکھتے ہیں:

قد قدمنا في صدر هذا الكتاب مقدمة تشتمل على ذكر جمل مما لا يسع جهله من أصول التوحيد، و توطئة لما يحتاج إليه من معرفة طرق استنباط معاني القرآن، و استخراج دلائله و أحكام ألفاظه، وما تتصرف عليه أنحاء كلام العرب، والأسماء اللغوية، والعبارات الشرعية، إذ كان أولى العلوم بالتقديم معرفة توحيد الله، وتنزيهه عن شبه خلقه، وعما تحمله المفترون من ظلم عبيده، والآن حتى انتهى بنا القول الى ذكر أحكام القرآن و دلائله.[41]

ہم نے اس کتاب کی ابتداء میں ایک مقدمہ تحریر کیا ہے۔ اس مقدمہ میں وہ اصول توحید بیان ہوئے ہیں جن کا علم از حد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں یہ مقدمہ معانئ قرآن کے استنباط، قرآنی دلائل کے استخراج، اور الفاظ قرآن کے احکام کی معرفت کے طریقوں کے لیے تمہید کا بھی کام دیتا ہے۔ نیز اس کی روشنی میں کلام عرب، لغوی اسماء اور شرعی عبارات کے سلسلے میں ہونے والے تصرفات کا بھی علم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ تمام علوم میں پہلا مرتبہ اور مقام اس علم کو حاصل ہے۔ جس کا تعلق توحید باری تعالی کی معرفت، تمام تشبیہات سے اس کی ذات کی تنزیہہ اور افترا پردازوں کی طرف سے اس کی ذات و صفات کے بارے میں من گھڑت تصورات کی نفی سے ہے۔ مذکورہ مقدمہ کی تحریر سے فراغت کے بعد اب ہم احکامِ قرآن نیز قرآنی دلائل کا ذکر کریں گے۔[42]

اس کتاب کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں ان متقدمین حنفی علماء اصول کی آراء بھی پائی جاتی ہیں کہ جن کی تالیفات ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔ بقول ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان: "اس کتاب میں ایک اور اہم علمی پہلو بھی ہے وہ یہ کہ احناف کے ان علمائے اصول کی آراء بھی مدوّن کی گئی ہیں جن کی تالیفات پر ہم مطلع نہیں اور علم اصول کے بارے میں جن کی آراء اور اجتہادات کو ہم نہیں جانتے، سوائے اس کے کہ جس کو امام جصّاصؒ نے اس کتاب میں نقل کیا۔ امام جصّاصؒ نے رغبت کے ساتھ جن حضرات کی آراء اور دلائل تفصیل سے بیان کیے ہیں ان میں عیسیٰ بن ابان حنفیؒ، ابو الحسن کرخیؒ وغیرہ متقدمین آئمہ احناف شامل ہیں۔ یہ کتاب متقدمین کی صرف آراء کو پیش نہیں کرتی بلکہ مؤلف نے ان کے ساتھ ساتھ اپنے اجتہادات، ترجیحات اور اکثر عمدہ تصحیحات کو بھی شامل کیا ہے، یہاں تک کہ متاخرین احناف کے علمائے اصول کے نزدیک اتنا مشہور ہو گئے کہ وہ خاص طور پر ان آراء کو ذکر کرتے ہیں اور انہی کی طرف منسوب کرتے ہیں"۔[43]

اسلوب و منہج

امام ابو بکر جصّاصؒ کا اسلوب بڑا مرتب اور منظم ہے۔ آپ اپنی کتاب میں بڑی فصیح زبان استعمال کرتے ہیں۔ آپ کی عبارت کے الفاظ بڑے سلیس، قوی اور پیچیدگیوں سے پاک اور موقع محل کی مناسبت سے مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ جہاں اختصار مطلوب ہوتا ہے وہاں اختصار سے کام لیتے ہیں اور جہاں تفصیل کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بھرپور وضاحت کرتے ہیں۔ قضایا اصولیہ کے بارے میں آپ کی بحث عام طور پر متوازن ہوتی ہے، یعنی مسائل میں کسی کو بہت لمبا اور کسی کو بہت چھوٹا نہیں کرتے، البتہ چند مسائل ایسے ہیں کہ جن میں یہ توازن بر قرار نہیں رکھا۔ مثلاً خبر واحد سے قرآن اور سنّتِ متواترہ کے نسخ کی بحث کو صرف چند سطور میں بہت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، جبکہ اسی کے ساتھ مطابقت رکھنے والی ابحاث مثلاً قرآن سے سنّت کا نسخ اور سنّت متواترہ سے قرآن کے نسخ کی بحثوں قدرے طوالت کے ساتھ بیان کی ہیں۔[44] اسی طرح شروطِ مجتہد کی بحث بھی اہم ہونے کے باوجود انتہائی مختصر ہے جو کہ اپنی غرض بھی پوری نہیں کرتی جبکہ اس سے منسلک ایک نظری اور کلامی پہلو (هل الحق واحد أو متعدد) جو کہ اس پہلو سے زیادہ اہمیت کا حامل نہیں اس پر بہت طویل بحث کی ہے۔[45]

امام ابو بکر جصّاصؒ اپنی اس کتاب میں ایک ایسے منظم علمی منہج پر چلے ہیں جو یقیناً حیران کن ہے۔ یہاں تک کہ علم اصول فقہ سے شغف رکھنے والا جو بھی فرد اس منہج پر مطلع ہوتا ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ متاخرین علماءِ اصول مثلاً الرازیؒ یا الآمدیؒ وغیرہ میں سے کسی کی کتاب پڑھ رہا ہے۔ یہ کتاب ابتدائی حیثیت کی حامل ہے اور احناف کے ساتھ متکلمین کے مجوزہ منہج کی بھی یکساں طور پر نمائندگی کرتی ہے۔ اس منہج کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

حدود و تعریفات کا اہتمام

امام ابو بکر جصّاصؒ کے منہج کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ "الفصول فی الاصول" میں اصولی اصطلاحات و قضایا کی لغوی و اصطلاحی تعریفات کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے حقیقت، مجاز، نص، محکم، متشابہ، بیان، نسخ، سنّت، امر، دلیل علّت، قیاس، اجتہاد اور استحسان وغیرہ کی تعریفات کا اہتمام کیا ہے۔ اس حوالے سے آپ نے اپنی تحریر میں جس چیز کی طرف خاص توجہ کی ہے وہ اُن اصولی اصطلاحات کی تعریفات کا اہتمام ہے کہ جن کے معانی کا تعین بہت مشکل ہے اور ان میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں جیسے 'بیان'، 'نسخ' اور استحسان وغیرہ۔

قاعدہ اصولیہ سے ابتداء

امام ابو بکر جصّاصؒ کے منہج میں عملی تطبیقی پہلو کو واضح کرنے والی ایک نمایاں خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ بہت سی جگہوں پر کلام کی ابتداء اصولی قاعدے یا کسی خاص حکم سے کرتے ہیں، اس کے دلائل دیتے ہیں، اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں اور پھر اس کے بعد ان اصولوں کی تطبیق کرتے ہوئے فرعات کا ذکر کرتے ہیں۔ دراصل یہی وہ پہلو ہے جسے نظری ہونے کی وجہ سے صرف متکلمین و شوافع کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے اور اسے بنیاد بنا کر احناف پر اعتراضات کئے جاتے ہیں کہ ان کے ہاں فروعات کے پس منظر میں اصول مفقود ہوتے ہیں اور صرف اپنے ائمہ کے دفاع میں فروعات کی وضاحت کرتے ہیں۔ مگر امام جصّاصؒ کی کتاب کا یہ نظری پہلو احناف پر کئے جانے والے اعتراضات کو باطل قرار دیتا ہے۔ اس منہج میں اصولی قاعدے یا احکام سے معنی کی صراحت کو درج ذیل مثالوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

1 قاعدہ : الأصل حمل اللفظ على الحقيقة إلا إذا وجدت دلالة تصرفه إلى المجاز.[46]

2 حكمه بأن اللفظ المجمل يجب حمله على المعنى الذى دلت عليه القرينة.[47]

وأن الأسماء المشتركة متى وردت مطلقة فهى مجملة لا يصح اعتبار العموم فيها.[48]

3 بيانه لحكم تخصيص العموم بخبر الواحد.[49]

4 قاعدہ: كل ما لا يجوز تخصيصه بخبر الواحد لا يجوز تخصيصه بالقياس ، وخبر الواحد مقدم على القياس.[50]

5 حكمه فى الإستثناء إذا صحب معطوفاً بعضه على بعض.[51]

6 حكمه فيما يحتاج إلى البيان وما لا يحتاج إليه.[52]

7 قوله فى حكم الأمر إذا تناول أحد أشياء على جهة التخيير.[53]

8 حكمه فى مسألة اقتضاء النهى الفساد.[54]

9 حكمه فى مراسيل الصحابة والتابعين.[55]

10 حكمه فى إجماع أهل الاعصار.[56]

11 قوله فيما يمتنع فيه القياس.[57]

12 حكمه فى صفة من يكون من أهل الاجتهاد.[58]

اختلافی مسائل میں تفصیلی کلام

امام ابو بکر جصّاصؒ نے اپنی کتاب میں اختلافی مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ایسے کلام کی ابتداء اس جملہ سے کرتے ہیں کہ 'اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے' پھر مختلف اقوال کو اجمالاً ذکر کرتے ہیں پھر جس قول کو راجح سمجھتے ہیں اس کو بیان کر کے اس کے حق میں دلائل پیش کرتے ہیں اور مخالفین کے دلائل اور اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔[59] بعض اوقات مخالف فریق کے دلائل کو الگ سے مستقل بحث کی حیثیت سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے استحسان کے منکرین کے بیان کردہ دلائل کے بارے میں کیا ہے۔[60] اسی طرح بعض اوقات اپنے اصحاب میں سے کسی کی طرف قول کی نسبت کرتے ہیں۔[61] کبھی قائل کی طرف اشارہ کیے بغیر ہی قول ذکر کر دیتے ہیں۔[62] اسی طرح دلائل کی توضیح کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ دلیل دوران مناقشہ پیدا ہونے والے اعتراضات سے خالی ہو۔[63]

فروعی مسائل اور شواہد کا اہتمام

ہر پڑھنے والا اس بات کو محسوس کرتا ہے اور شاید یہ اس کتاب کا سب سے امتیازی وصف ہے کہ اس میں فروعات اور تطبیقات کی کثرت پائی جاتی ہے۔امام جصّاصؒ نے اپنی توجہ صرف اصول مدوّن کرنے کی طرف محدود نہیں رکھی بلکہ انہوں نے خاص توجّہ سے مسائل کو

مثالوں اور شواہد سے واضح کیا ہے۔[64] آپ نے علمی ثمرات اور فقہی فروعات کو بیان کرنے کا خاص اہتمام کیا ہے اور تطبیق میں جو آپ کا منہج ہے تو اس کے لیے زیادہ تر اپنے نزدیک راجح مذہب کو اختیار کرتے ہیں جو کہ عمومی طور پر حنفی مذہب ہی ہوتا ہے۔[65]

امام ابو الحسن کرخیؒ اور عیسیٰ بن ابانؒ کے اقوال

امام ابو بکر جصّاصؒ اپنے سابقہ علمائے اصولیین کے اقوال کو بیان کرنے کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں بالخصوص عیسیٰ بن ابانؒ اور اپنے شیخ ابو الحسن کرخیؒ کی فقہی و اصولی آراء کا اکثر تذکرہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں عیسیٰ بن ابانؒ کی آراء و ترجیحات اصولی مسائل میں زیادہ ذکر کی ہیں اور بعض اوقات ان کے مذہب کے دلائل بھی قائم کیے ہیں، اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات بھی ذکر کئے ہیں۔ لیکن اکثر جگہوں پر ان کے اقوال کو ترجیح نہیں دی۔[66]

اسی طرح امام ابو الحسن کرخیؒ جو کہ آپ کے استاد بھی ہیں کی آراء کی طرف خاص توجّہ دی ہے۔ تقریباً ہر مسئلے میں ان کی رائے اور ان کے دلائل کو ذکر کرتے ہیں بلکہ اکثر انہی کے مذہب کو ترجیح دیتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور مخالفین کے دلائل اور اعتراضات کا جواب بھی دیتے ہیں۔[67] اس حوالے سے ایک بڑا اہم پہلو یہ ہے کہ یہ کتاب نظری طور پر امام کرخیؒ کے اقوال میں حجّت شمار کی جاتی ہے کیونکہ امام جصّاصؒ نے براہ راست ان سے سن کر اس میں روایات نقل کی ہیں۔

علمی و موضوعی بحث و مباحثہ کا اہتمام

امام ابو بکر جصّاصؒ کے منہجی اوصاف میں یہ بات شامل ہے کہ فریق مخالف کے دلائل و اعتراضات بڑی فراخدلی کے ساتھ لے کر آتے ہیں۔ پھر ان پر بحث و مناقشہ کے دوران علمی و موضوعی اسلوب اختیار کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ جو کہ سخت الفاظ کے استعمال اور شدید تنقید سے خالی ہوتا ہے۔ امام جصّاصؒ عام طور پر اس منہج سے نہیں ہٹتے، مگر بعض مقامات ایسے ہیں جہاں امام شافعیؒ کے ساتھ مناقشہ میں قدرے سخت طرز عمل اختیار کرتے ہوئے تنقید کرتے ہیں۔ مثلاً دلیل الخطاب[68]، جسے شوافع مفہوم مخالف سے تعبیر کرتے ہیں، کے حجّت ہونے میں امام شافعیؒ کی رائے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> وزعم بعض المخالفين أن الشافعي (قد) قال ذلك وهو من أهل اللغة.[69]
>
> بعض مخالفین کو یہ گمان گزرا ہے کہ امام شافعیؒ نے جو یہ کہا ہے تو وہ اہل لغت میں سے تھے۔

چنانچہ اس معاملہ میں امام شافعیؒ کی رائے کو بطور حجّت بیان کرنے پر گرفت کرتے ہوئے یوں بحث کرتے ہیں:

فأما قول هذا القائل إن الشافعي من أهل اللغة وأنه (قد) قال ذلك فثبتت حجته فإن من يلجأ إلى مثله في الحجاج على مخالفيه فما بقي غاية في إفلاسه. فيقال له: ومن قال لك إنه من أهل اللغة ومن حكى عنه منها حرفا يحتج به. فإن كان إنما صار كذلك لأنكم ادعيتم له ذلك أو ادعاه هو لنفسه فإنه ليس يعوز أحدا أن يدعي مثل ذلك لنفسه ولأصحابه ويحتج به على مخالفيه وإنما يعرف الرجل بضرب من العلوم ويوصف به بحكاية أهله عنه وقبولهم قوله فيه، كما حكى جماعة من أهل اللغة عن محمد بن الحسن واحتجوا بقوله فيها وقد ذكرنا منه طرفا فيما سلف.[70]

یہ جو قائل نے کہا کہ امام شافعیؒ اہل لغت میں سے تھے، اور انہوں نے یہ کہا کہ وہ اس (مفہوم مخالف) کے قائل تھے، لہٰذا اس کا حجّت ہونا ثابت ہو گیا۔ تو جو اپنے مخالفین پر مناقشہ میں اس جیسی مثال لے کر آئے گا تو اس کی دلائل میں مفلسی کی انتہاء میں کیا باقی رہ گیا ہے۔ اس کو کہا جائے گا کہ تمہیں کس نے کہا ہے کہ امام شافعیؒ اہل لغت میں سے تھے اور کس نے امام شافعیؒ سے کوئی لغت کی ایسی بات نقل کی ہے جو حجّت ہو۔ اگر امام شافعیؒ اہل لغت میں سے ہیں تو تم اس کا دعویٰ کر رہے ہو یا خود انہوں نے اس کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ کسی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اس جیسی بات کا اپنے لیے یا اپنے ساتھیوں کے لیے دعویٰ کرے اور مخالفین پر اس کو دلیل بنا کر پیش کرے۔ کوئی بھی آدمی کسی علم میں معروف اور موصوف اس وقت ہوتا ہے جب اہل علم اس سے حکایت کریں اور اس کا قول قبول کریں۔ جیسا کہ امام محمد بن حسنؒ سے اہل لغت کی ایک جماعت نے حکایت بھی کیا ہے اور ان کے قول سے لغت میں استدلال بھی کیا ہے، ہم اس کا کچھ ذکر پہلے بھی کر چکے ہیں۔

"الفصول" کے اُسلوب و منہج پر علماء و محققین کی آراء

"الفصول" کے اُسلوب اور منہج پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان لکھتے ہیں:

يتميز أسلوب أبي بكر الرازي الجصاص في هذا الكتاب بسلامة التركيب، وسهولة التعبير، حيث لا يجد القارىء أي معاناة في فهمه . . . وثمت وجه آخر للشبه بين كتاب الرسالة للامام الشافعي والفصول للجصاص ذلك هو ترتيب المباحث والموضوعات بشكل عام، و يمكن التحقيق من هذا بإعادة النظر في محتويات كل فيما سبق عرضه.[71]

ابو بکر رازی جصّاصؒ کا اسلوب اس کتاب میں سلامتی ترکیب اور سہولت تعبیر کی وجہ سے ممتاز ہے۔ کیونکہ پڑھنے والے کو اس کے فہم اور افکار کا احاطہ کرنے میں دشواری نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ پوری کتاب کی منظم علمی معروضات کو ایسے دائمی انداز میں وضاحت کرتے ہوئے بڑھایا کہ آپ ایک واضح منہج کے مالک ہو گئے جس کو درج ذیل نکات میں پیش کیا جا سکتا ہے:

موضوع کا آغاز (قال ابو بکر) کے الفاظ سے کرتے ہیں، پھر اگر ضرورت ہو تو پہلے مقررہ موضوع پر قائم عنوان کی وضاحت کرتے ہیں پھر اس سے متعلق فقہاء کی آراء و مؤقفات بیان کرتے ہیں۔ اگر احناف میں سے کسی نے اس موضوع پر کوئی رائے دی ہو تو اسے ضرور قلمبند کرتے ہیں، خصوصاً عیسیٰ بن ابان بن صدقہؒ اور اپنے استاد ابو الحسن الکرخیؒ کی آراء ضرور ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس مؤقف کی ان اقوال سے تصحیح کرتے یا کسی ایک کو ترجیح دیتے ہوئے تحدید کرتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر بحث کو مخالفین کی ادلّہ کے تذکرہ اور ان کا منطقی رد کرتے ہوئے ختم کرتے ہیں۔

مطالعہ کرنے والا اس کتاب میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ﷺ سے کثرت استشہاد اور ان کا مناسب انداز میں تجزیہ محسوس کرتا ہے۔ امام جصّاصؒ نے کتاب کی اکثر مباحث میں آیات قرآنیہ اور سنّت نبویہ ﷺ کے ساتھ اصولوں کی تطبیق کا جو التزام کیا ہے، اس نے علم اصول کو عملی تطبیقی صورت عطا کی ہے۔ اس لحاظ سے امام جصّاصؒ کا منہج امام شافعیؒ کے منہج سے متفق نظر آتا ہے۔ جیسا کہ دونوں قواعد و قوانین اصولیہ کی مصادر شرعیہ کے ساتھ تطبیق کی کیفیت میں عملی تطبیقی پہلو پر زور دیتے ہیں۔ یہ چیز اس کتاب (الفصول) کے اس سے ملحقہ کتاب (احکام القرآن) کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرتی ہے جو کہ اس کی غایت اور مقصد ہے۔ اسی طرح امام شافعیؒ کی "الرسالہ" اور امام جصّاصؒ

کی "الفصول" کے درمیان ایک مشترک چیز مباحث اور موضوعات کی ترتیب ہے، جس کی سابقہ پیش کردہ کتب کی مباحث پر اعادۂ نظر سے اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر جمال الدین عطیہ لکھتے ہیں:

کتاب کے تمام مباحث میں اسلوب انتہائی واضح، سہل اور مباحث کو پیش کرنے کا انداز علمی اور مربوط ہے۔ مصنف پہلے تو زیر عنوان موضوع کی تشریح و وضاحت کرتے ہیں، پھر فقہاء کرام کی آراء اور ان کے مسالک بیان کرتے ہیں، اگر اس موضوع پر فقہائے احناف کی کوئی رائے اور مؤقف ہو تو اسے ضرور بیان کرتے ہیں پھر ان اقوال سے جو قول ان کے نزدیک صحیح یا راجح ہوتا ہے اس کی تعیین کرتے ہیں اور اس کے دلائل پیش کرتے ہیں، اس کے بعد معروضی انداز میں مخالفین کے دلائل بیان کرکے اور ان کی تردید کرکے بحث کو مکمل کرتے ہیں۔[72]

ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی اس کتاب کے اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقد اتبع الامام الجصاص طریقة الحنفية، بل نعتبر الجصاص أول من أصل لمذهب الحنفية على هذه الطريقة الذى وصلنا كتابه بشكل متكامل . . . وكثيراً ما يفترض الجصاص الاعتراض، و يجيب عليه، زيادة فى تقرير مذهبه و تأكيده.[73]

امام جصّاصؒ نے احناف کے طریقہ کا اتباع کیا ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک امام جصّاصؒ پہلے ہیں جنہوں نے حنفی مذہب کے اصول اس طریقہ پر بنائے کہ جس کے مطابق آپ کی کتاب کامل صورت میں ہم تک پہنچی۔ اس سے پہلے کی جانے والی کوششوں میں امام کرخیؒ کا رسالہ اور بعض حضرات کے مطابق کتاب ماخذ الشرائع ملتی ہیں اور ان کتابوں میں صرف متفرق آراء واقوال پائی جاتی ہیں۔

اس کتاب میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے مسئلہ ذکر کرتے ہیں پھر اس کے متعلق اگر اپنی کوئی رائے ہے تو وہ بیان کرتے ہیں۔ پھر وضاحت کرتے ہیں کہ یہی ہمارے اصحاب کی رائے ہے، اور اس مسئلہ میں اپنے مؤقف کے ثبوت کے لیے ان کی بیان کردہ فقہی فروعات سے استدلال کرتے ہیں۔ اگر آپ کی رائے اپنے اصحاب سے مختلف ہو تو بھی انہی کی فقہی فروعات سے اپنی رائے پر استدلال کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے باب الامر المطلق هل يدل على الفور أو التراخی میں کیا۔

پھر امام جصّاصؒ مقابل پر اپنے دلائل قائم کرنے میں، اعتراض اور اس کے رد کا وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جو آپ کے دور میں اور آپ کے بعد بھی رائج تھا۔ چنانچہ اعتراض پیش کرتے وقت لفظ قیل اور اس کے رد کے لیے یقال له یا قلنا کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور بہت سے اعتراضات جنہیں فرض کرکے امام جصّاصؒ نے ان کا جواب دیا ہے، زیادہ تر اپنے مذہب ہی کی تائید میں ہیں۔

ڈاکٹر عجیل جاسم کے بقول اس کتاب میں امام جصّاصؒ کے منہج واسلوب کا خلاصہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

فيقرر المسألة ثم يذكر رأيه ان كان له رأئ أو يذكر رأى اصحابه، ثم يأتى بالفروع الفقهية ثم يستدل على المذهب، ثم يأتى بالنظائر، وهى طريقة مثلى محكمة لتقرير المذهب و تأصيله.[74]

امام جصّاصؒ پہلے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں، پھر اگر کوئی ذاتی رائے ہو تو اس کو ذکر کرتے ہیں یا دوسرے احناف کی رائے ذکر کرتے ہیں۔ پھر فقہی فروعات کے ذریعے اپنے مذہب پر استدلال کرتے ہیں۔ اس کے بعد نظائر پیش کرتے ہیں اور یہی وہ طریقہ ہے جو کسی بھی فقہی مذہب کی وضاحت اور اصول وضع کرنے میں معمول اور مستند ہے۔

ڈاکٹر احمد بن عبد اللہ الضویحی "الفصول" کا اُسلوب اپنی کتاب میں یوں بیان کرتے ہیں: و إن مما يحسب للجصاص فی هذا الجانب أعنی جانب الأسلوب سهولة عباراته، وخلوها من التعقيد، مع كثرة استدلالاته العقلية، وإسرافه فی إيراد اعتراضات المخالفين، ومناقشتها، وهی سمة قد لا تتوفر فی كتب أكثر الأصوليين الذين نهجوا هذا النهج. وعلى كل حال فإن المطلع على كتابه لا يمكنه إلا أن يشهد له بالمكانة العالية والمنزلة الرفيعة فی الجانب الغوى، ولعل فی عنايته ببعض الجوانب اللغوية ذات الصلة بعلم الأصول[75] واستشهاده ببعض الأشعار لتوضيح المعانی[76] مايؤكد هذا الاستنتاج.[77]

جہاں تک جصّاصؒ کا یہ پہلو ہے یعنی اُسلوب تو ان کی عبارت آسان ہونا، پیچیدگیوں سے خالی ہونا، عقلی استدلال زیادہ کرنا اور مخالفین کے اعتراضات کو کثرت سے ذکر کرنا اور ان کا جواب دینا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جو علمائے اصول بھی اس منہج پر چلے ہیں ان کی کتابیں ان اوصاف کا ایسا حق ادا نہیں کر سکیں، جس طرح جصّاصؒ نے کیا ہے۔ بہر حال اس کتاب کا پڑھنے والا امام جصّاصؒ کے اعلیٰ مقام اور لغت میں ان کے بلند مرتبہ کی گواہی دیتا ہے۔ علم اصول کی بحثوں سے متعلق لغوی پہلوؤں کا اہتمام اور معنی واضح کرنے کے لیے اشعار سے استشہاد کرنا ہماری اس بات کی تائید کرتا ہے۔

حاصل بحث

امام جصّاصؒ کی تآلیفات بالخصوص فقہی موسوعہ قرار دی جانے والی تفسیر "احکام القرآن" اور اس کے مقدمہ کی حیثیت سے لکھی جانے والی کتاب "الفصول فی الاصول" کا شمار مسند حنفی پر متمکن ہونے کے بعد لکھی جانے والی آخری تآلیفات میں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کتابیں آپ کی تمام زندگی کے تجربات اور بہت سے اہم مأخذ و مصادر کا نچوڑ ہیں۔ مجموعی طور پر "احکام القرآن" اور اس کا مقدمہ "الفصول فی الاصول" فقہی احکام و مسائل اور اصولِ استنباط کے علاوہ دیگر بہت سے علوم و فنون کا بھی احاطہ کرتی ہیں مثلاً علوم الحدیث، لغت، نحو، إعراب، شعر، بلاغت، منطق و فلسفہ، تاریخ، جدل، مناظرہ اور نقد وغیرہ۔ یہ وہ علوم ہیں جو مجموعی طور پر نصوص قرآنیہ کی دلالات سے احکام و مسائلِ فقہیہ کے استنباط کے لیے بطور خادم اساسی ضروریات کو پورا کرنے والے ہیں۔ البتہ اس سے تفسیر کی کتاب بہت سے علوم پر مشتمل موسوعہ کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ یہ پہلو جامعیت پر مبنی اس دور کی تحریریں میں رائج اکثر متقدمین کے منہج کی عکاسی کرتا ہے۔

حوالہ جات

[1] حاجی خلیفة، مصطفى بن عبد الله القسطنطينی الرومی، كشف الظنون عن اسامی الكتب و الفنون، دار الكتب العلمية، بيروت، 1413ھ، ج1، ص56

[2] الجصّاص، أحمد بن علی الرازی الإمام، الفصول فی الاصول ابواب الاجتهاد و القياس، تحقیق ڈاکٹر سعید اللہ قاضی، مکتبہ علمیہ، لاہور 1981ء، ص34

[3] النشمی عجيل جاسم، د. ، الإمام أحمد بن علی الرازی الجصّاص: دراسة شخصية وكتبه، دار القرآن الكريم، الكويت، ط1، 1400ھ–1980ء، ص116

4 الجصّاص، أحمد بن علی الرازی الإمام، أحكام القرآن، المطبعة البهية، مصر، 1348ھ، ج1، ص27

5 ایضاً، ج1، ص101۔103

6 ایضاً، ج2، ص162

7 ایضاً، ج2، ص191

8 ایضاً، ج2، ص206

9 ایضاً، ج2، ص240

10 النساء 4 :83

11 أحكام القرآن، ج2، ص262

12 ایضاً، ج2، ص420

13 ایضاً، ج2، ص469

14 ایضاً، ج2، ص495

15 ایضاً، ج3، ص34

16 ایضاً، ج3، ص107

17 ایضاً، ج3، ص234

18 النساء 24:4

19 أحكام القرآن، ج2، ص143؛ الذهبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، مطبعة الدار الكتب الحديثة، 1396ھ۔1976ء، ج2، ص441

20 أحكام القرآن، ج2، ص143

21 ایضاً، ج2، ص245

22 الكیا الهراسی، عماد الدین، ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری، الفقیه، الشافعی، أصله من خراسان، تولی التدریس بالمدرسة النظامیة ببغداد، توفی سنة 504ھ؛ ابن خلكان، وفیات الأعیان، تحقیق د. احسان عباس، مطبعة دار صادر، بیروت، ج1، ص587

23 النساء 24:4

24 الكیا الهراسی، عماد الدین، ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری، أحكام القرآن، دار الكتب العلمیة، بیروت، ط2، 1305ھ، ص213-215، 226؛ التفسیر والمفسرون، ج3، ص445-476

25 محمد اکرم، ڈاکٹر، ابو بکر جصّاص اور احکام القرآن، سہ ماہی فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1988ء، ج26، ش2، ص21

26 التفسیر والمفسرون، ج2، ص439

27 ایضاً

28 أحكام القرآن، ج2، ص143

29 ایضاً، ج1، ص451

30 ایضاً، ج2، ص217

[31] أحكام القرآن ،ج1،ص1،مقدمہ

[32] البقرة 187:2

[33] أحكام القرآن،ج1،ص284-285

[34] البقرة 25:2

[35] أحكام القرآن،ج1،ص33

[36] الفصول فی الاصول ابواب الاجتهاد و القياس،ص1

[37] الفصول فی الاصول ابواب الاجتهاد و القياس،ص38

[38] الجصّاص ، امام أحمد بن علی الرّازی ، أصول الفقه ، المسمی ب الفصول فی الاصول ، دراسة و تحقيق ، د. عجيل جاسم النشمی ، وزارة الأوقاف و الشئون الإسلامية ، الادارة العامة للإفتاء و البحوث الشرعية ،ط2،1414ھ-1994ء، مقدمہ،ج1،ص4

[39] عبد اللہ، حافظ، اصول تفسیر اور فقہائے اصولیین کی خدمات، مقالہ برائے پی-ایچ-ڈی، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، 2001ء، ص105

[40] عبد الوهاب ابراهيم ابو سليمان، د. ، الفكر الاصولی دراسة تحليليّة نقديّة ،دار الشروق،جده،ط2،1984ء،ص125

[41] أحكام القرآن، مقدمہ،ج1،ص5

[42] الجصّاص، أحمد بن علی الرازی الإمام، أحکام القرآن، مترجم مولانا عبد القیوم، شریعۃ اکیڈمی، اسلام آباد، 1999ء ج1، ص1

[43] الفكر الاصولی دراسة تحليليّة نقديّة ،ص127

[44] الفصول فی الاصول،ج2،ص367

[45] ایضاً،ج4،ص325-333

[46] ایضاً،ج1،ص42

[47] ایضاً،ج1،ص74

[48] ایضاً،ج1،ص76

[49] ایضاً،ج1،ص155

[50] ایضاً،ج1،ص211

[51] ایضاً،ج1،ص265

[52] ایضاً،ج2،ص27

[53] ایضاً،ج2،ص149

[54] ایضاً،ج2،ص171

[55] ایضاً،ج2،ص145

[56] ایضاً،ج3،ص271

[57] ایضاً،ج4،ص105

[58] ایضاً،ج4،ص273

[59] دیکھیے مثالیں الفصول فی الاصول، ج1،ص99، 137/ج2،ص47، 81، 87، 123، 223، 345/ج3،ص19، 239، 339، 369/ج4،ص255، 295، 365، 372

[60] الفصول فی الاصول،ج4،ص223

[61] ایضاً،ج1،ص245/ج2،ص345/ج4،ص255، 295

[62] ایضاً،ج1،ص99/ج2،ص47، 81، 87، 223/ج3،ص19، 239/ج4،ص365

[63] الضويحى، أحمد بن عبد الله بن محمد، د. ، علم اصول الفقه من التدوين إلى نهاية القرن الرابع الهجرى، سلسلة الرسائل الجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية ،1427ھ–2006ء،ص1127

[64] دیکھئے مثالیں الفصول فی الاصول،ج1،ص45، 144-147/ج2،ص27، 33، 324/ج3،ص161/ج4،ص151، 203

[65] ایضاً،ج1،ص51-56، 84، 33/ج2،ص182/ج3،ص183-185/ج4،ص100-102، 131، 187، 235

[66] الفصول فی الاصول،ج1،ص167، 407/ج2،ص291-300/ج3،ص35، 48، 82، 130/ج4،ص298

[67] ایضاً(امام کرخیؒ کی آراء کے لیے)،ج1،ص46، 61، 77، 101، 137، 245، 292، 373/ج2،ص48، 105، 173، 297، 345/ج3،ص20، 48، 177، 307، 385/ج4،ص116، 264، 298

[68] امام جصّاصؒ نے احناف کا مذہب بیان کرتے ہوئے اس کی عدم حجیّت پر مستقل باب باندھا ہے، قائلین سے مناقشہ کیا ہے اور ان کی ادلہ و اعتراضات کا جواب دیا ہے۔دیکھئے الفصول فی الاصول،ج1،ص289–323 -

[69] الفصول فی الاصول،ج1،ص305

[70] ایضاً،ج1،ص306

[71] الفكر الاصولی،ص134

[72] عطیه، جمال الدين د.،النظرية فى الفقه الاسلامى ،ترجمہفقہ اسلامی کی نظریہ سازی،مترجم مولانا عتیق احمد قاسمی،الفیصل ناشران و تاجران کتب،لاہور،ص42

[73] امام احمد بن علی الرازی الجصّاص،ص135، 136

[74] ایضاً،ص138

[75] الفصول فی الاصول،ج1،ص60، 83-93، 359-361/ج2،ص6-8، 197-199/ج4،ص7

[76] ایضاً،ج1،ص51، 60، 67، 86، 90، 91، 352، 364/ج2،ص7، 96/ج4،ص76

[77] علم اصول الفقه من التدوين إلى نهاية القرن الرابع الهجرى، ص1135-1136